

# **DAMAGE BOOK**

۸۸۷۷۷

افزون

غدر ۱۵۵۷ء کی تاریخ کا چھٹا حصہ

غدر کے اخبار

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں تیسری بار شائع کیا

طبع سوئم قیمت چار آنے ۱۹۴۷ء

۹۵۴۶-۳۵

ح - ع



OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۵۶۰۳۵ Accession No. ۱۶۰۵

Author حسن الطامی ح - غ

Title غدر کے اخبار

This book should be returned on or before the date last marked below.



کتاب  
غدر دہلی کے اخبار  
اقتباسات صادق الاخبار دہلی کا  
دیں ساجہ

(از خواجہ حسن نظامی دہلوی)

حمد خدا کے بعد خاکسار حسن نظامی دہلوی ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ غدر دہلی کے افسانوں کی پچھا چھٹا حصہ جس میں شہر دہلی کے مشہور اردو اخبار صادق الاخبار کے اقتباسات جمع کئے گئے ہیں۔ صادق الاخبار کے یہ مضامین بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے مقدمہ میں پیش کئے گئے تھے جو سید احمد علی نے بعد خاتمہ غدر دہلی کے بادشاہ پر انگریزوں کی طرف سے قائم کیا گیا تھا یہی وجہ ہے کہ ان مضامین میں صرف کابل و ایران اور روس کی خبریں ہیں اور انہی پر رائے دی گئی ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ کے مقدمہ میں ان مضامین کو سرکاری دکیل نے بطور ثبوت شہادت پیش فرمایا تھا کیونکہ دوران مقدمہ بہادر شاہ میں ایک ہندو اخبار نویس نے صادق الاخبار کو بہت گہرا اور مہم زور اخبار بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ بادشاہ اور شہزادے اس اخبار کو بہت شوق سے پڑھتے تھے اور عوام میں بھی اس کی از حد مقبولیت تھی اور اس کا ایڈیٹر ایک مسلمان تھا اور اسباب غدر میں ایک سبب یہ اخبار اور اسکی پڑجوش خبریں اور تحریریں بھی سمجھی گئی تھیں ہندو اخبار نویس نے جرح میں بیان کیا تھا کہ صادق الاخبار کی تعداد اشاعت صرف دو سو تھی۔ اور اس بیان پر انگریز دکیل نے تعجب سے کہا تھا کہ تمہارے بیان کے بموجب صادق الاخبار دہلی کا سب سے بڑا تیز اور مہم بھٹ اور انگریزوں کا دشمن اخبار تھا۔ اور بادشاہ سے لیکر گدا تک

اس کو پسند کرتے تھے مگر تعجب ہے کہ اس کے خریدار صرف دو سو تھے۔

اس کے جواب میں گواہ نے کہا تھا کہ ایک آدمی خریدتا تھا اور بیسیوں پڑھتے تھے۔ اور دہلی میں بھی دستور تھا کہ ایک آدمی اخبار پڑھ چکے تھا تو وہ دوسروں کو پڑھ دیتا تھا اور وہ سب اسکو پڑھتے تھے۔ اس مجموعہ میں کل تیرہ اقتباسات ہیں اور جنوری ۱۹۱۵ء سے لیکر ستمبر ۱۹۱۵ء کے اقتباسات جمع کئے گئے ہیں۔

گو یا غدر کے چار مہینہ پہلے کے مضامین بھی اس میں ہیں اور عین غدر کے دن کا اقتباس بھی ہے اور پھر غدر کے بعد چار مہینے تک کے اقتباسات ہیں۔

ان سب کے پڑھنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اُردو پرچے صادق الاخبار کا ایڈیٹر برطانوی گورنمنٹ کا دشمن نہ تھا۔ ایسا کوئی مضمون یا کوئی خبر شہادت میں پیش نہیں ہوئی جس میں ایڈیٹر نے برطانیہ کے خلاف کچھ لکھا ہو۔ یا انگریزوں کے خلاف نفرت و عداوت پیدا کرنے کی کوشش اس سے پائی جاتی ہو۔ صادق الاخبار نے صرف ایران و کابل و روس کی خبریں لکھی ہیں اور ان پر رائے زنی کرنے میں ایک سچے اور صاف گو اخبار نویس کی طرح لکھ دیا ہے کہ برطانوی قوت بہت بڑی ہے اور اسکو خطرہ میں سمجھنا غلطی ہے۔ اس اخبار نے اپنے ناظرین کو خوش کرنے کے واسطے بیوقوفی کی کوئی بات نہیں لکھی اور جس خبر میں خلاف عقل مبالغہ معلوم ہوا۔ اسکی پروردگار تردید کر دی۔ اور برطانوی حکومت کا زور اور اس کی خوبیاں ناظرین کو صاف صاف بتا دیں۔ تاکہ ان خبروں سے مغالطے پیدا نہ ہوں۔

ظاہر ہے کہ یہ اقتباسات ایک ایسے مقدمہ میں پیش کئے گئے تھے جس میں بہادر شاہ دومطانوں اور ہندوستانیوں پر یہ بات ثابت کرنی مقصود تھی کہ وہ ریش گورنمنٹ کے خلاف سازش اور غدر اور فتنہ پردازی کے مرتکب ہوئے۔ اس واسطے لازمی طور پر صادق الاخبار کے وہی مضامین چھانٹے گئے ہونگے جن میں کچھ بھی گنجائش گرفت کی پائی گئی ہوگی اور ایسی کوئی تحریر باقی نہ چھوڑی گئی ہوگی جو سرکاری وکیل کے ثبوت استغناء کو کفایت پہنچا سکے

مگر معمولی عقل کا آدمی بھی ان اقتبات کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ ان میں کوئی اقتباس استغاثہ کی تائید کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ ان سب سے ایک طرح تردید استغاثہ کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اخبار نے غلط افواہوں کی علانیہ تکذیب کی ہے اور ان کو خلافت عقل بتایا ہے۔ بہادر شاہ کے مقدمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے (جیسا کہ میں نے اس کتاب کے دیباچہ میں بھی لکھ دیا ہے) کہ غدر کے خاتمہ کے بعد ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا ہو گیا تھا۔ اس نفاق کی وجہ کچھ ہی ہو مگر اس میں شک نہیں کہ نفاق باطل کھلا ہوا اور صاف تھا۔ دورانِ مقدمہ بہادر شاہ میں جو ہندوستانی گواہ پیش ہوا۔ اس سے ہندو مسلمان کے اختلافات کی بول آئی اور ہندو نے مسلمان کے خلاف اور مسلمان نے ہندو کے خلاف الزام لگایا۔ پس ہندو اخبار نویس نے صاوق الاخبار کے مسلمان ایڈیٹر کے خلاف اگر عدالت کو بدگمان کرنے کی کوشش کی تو اس سے ہندو گواہ کو برا نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس وقت ہر قوم دوسری قوم پر غدر کا الزام قائم کرنا اور اپنی قوم کو بچانا جاتی تھی اور قدرتی طور سے برٹش افسروں کے دل میں مسلمانوں کی نسبت غداہی کرنے کا زیادہ شک تھا کہ نہ اس ملک کے حکمران تھے اور دوسرے بادشاہ کے قبضہ حکومت سے ان کا اختلاف کرنا ایک بچرمل بات تھی۔

صاوق الاخبار کے یہ اقتباسات آج سے ساڑھے باسٹھ برس پہلے کے طرز اخبار نویسوں کو بھی ظاہر کرتے ہیں اور ناظرین کو اس سے طرح طرح کی دلچسپ باتیں اخذ کرنے کا موقع حاصل ہو گا۔

**بہت تعجب خیز نکتہ** ان اقتباسات میں یہ ہے کہ صاوق الاخبار کے وہ مضامین بھی منتخب کئے گئے ہیں جو عین غدر کے دن اور غدر کے چار ہفتہ بعد تک شائع ہوئے مگر ان مضامین میں بھی برٹش گورنمنٹ کے خلاف کوئی لفظ نہیں ہے حالانکہ اخبار نویس کو غدر کے بعد جبکہ انگریزوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا تھا اور تمام ملک میں برٹش سلطنت ایک امید و بیم بلکہ نابود ہونے کے خطرہ میں پڑی ہوئی تھی اور جبکہ ہندو مسلمان دونوں



انگریزوں کے خلاف مصنائین چھپنے سے خوش ہو سکتے تھے اور جبکہ ایڈیٹر کو بظاہر اسباب انگریزوں کا کچھ خوف باقی نہ رہا تھا۔ پھر بھی صادق الاخبار میں برٹش گورنمنٹ کے خلاف کوئی مضمون نہیں چھپا۔ اگر چھپتا تو سرکاری وکیل اسکو استغاثہ کی شہادت میں ضرور شریک کرتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اخبار نویس انگریزی اخبار نویسوں کی بہت زیادہ اخلاقی قوت رکھتے ہیں۔ اور معمولی سی بات میں چھجوروں کی طرح آپے سے باہر نہیں ہوجاتے۔ صادق الاخبار کی اس خاموشی و احتیاط سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اس کے ایڈیٹر کی نظر بہت گہری تھی اور وہ نہایت تجربہ کار اور فوجی و ملکی حالت کا بہت اچھا مبصر تھا اور اس نے سمجھ لیا تھا کہ موجودہ غدر برٹش سلطنت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اور ہندوستان کی فوجی و سیاسی تدابیر انگریزوں کے فوجی اور سیاسی توڑ جوڑ پر فوج نہیں پاسکتیں۔ اس واسطے اس نے کوئی مضمون غدر کرنے والوں اور ان کے حامیوں کی تائید میں نہیں لکھا۔

یہ بات بھی ہندوستانی اخبار نویسوں کے لئے باعث فخر ہو سکتی ہے کہ ان میں اس دل و دماغ کے ایڈیٹر ہو سکتے ہیں جیسا کہ صادق الاخبار کا ایڈیٹر تھا۔

یہ اخبارات اردو سے انگریزی میں ترجمہ ہوئے تھے۔ اور ان کو سرکاری وکیل نے عدالت میں پیش کیا تھا۔ اور بہادر شاہ کے مقدمہ کی مثل میں شامل تھے جو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں بزبان انگریزی سرکاری طور پر شائع ہوئی ہے اور اب انگریزی سے میں نے اردو میں ترجمہ کرایا۔ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کئی کئی دفعہ کی آٹ پھیر میں صادق الاخبار کے اصلی طرز تحریر کا رنگ بالکل بدل گیا ہوگا۔ اور وہ کیفیت ترجمہ کے اس تیسرے قالب میں نہیں آ سکتی جو صادق الاخبار کی اصل اردو میں ہوگی

## حسن عزیز صاحب بھوپالی مترجم

میں نے اس مقدمہ کا ترجمہ کیا ہے جس میں کا ایک حصہ یہ ہے۔ بہادر شاہ کا مقدمہ اگر تمام و کمال ایک جگہ شائع کیا جاتا تو پانچ سو صفحہ سے زیادہ ضخامت ہو جاتی۔ میں نے اس کے تین حصے

کر دئے ہیں۔ ایک کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ۔ جو غدر دہلی کے افسانوں کا چوتھا حصہ ہے۔ اور دوسرا غدر دہلی کے خطوط۔ جو باپچواں حصہ غدر دہلی کے افسانوں کا ہے۔ اور تیسرا یہ مجموعہ جس کا نام غدر دہلی کے اخبار اور جو غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ ہے۔

مترجم کی یہ پہلی مشق تھی اور انہوں نے میری جلدی کے سبب بیس دن میں انگریزی کتاب کے دو ٹکڑوں کا ترجمہ کیا تھا۔ کیونکہ جس کتاب سے ترجمہ ہوا ہے وہ صرف بیس دن کے لئے حاصل ہوئی تھی۔

اس واسطے ترجمہ میں محاورہ کی بہت سی غلطیاں رہ گئیں اور مفہوم بھی بعض جگہ اٹلا سیدھا ہو گیا خصوصاً مقامات اور اشخاص کے ناموں میں تو بید گڑبڑ واقع ہوئی ہے جو میرے خیال میں تکلیف دہ فروگزاشت ہے۔ تاہم میں نے حتی المقدور ہر غلطی کے درست کرنے کی کوشش کی اور اس کو بنادیا۔ اور ناموں کے سوا کہیں کوئی خامی باقی نہ رہنے دی۔ ناظرین خود غور کر سکتے کہ عبارت کے تسلسل میں اور مطلب سمجھنے میں کہیں بھی کسر نہیں ہے۔

ترجمہ کو نہایت مشکل ہے۔ خصوصاً ابتدائی مشق میں غلطیوں کا ہونا لازمی ہوتا ہے مگر قابل تعریف ہیں حسن عزیز صاحب کہ انہوں نے اتنی جلدی بہت اچھا ترجمہ کر دیا اور ترجمہ کی مشکلات پر غالب آ گئے۔

انگریزوں کے ناموں میں اکثر لوگوں کو اردو میں لکھتے وقت مشکل ہوا کرتی ہے موجودہ والے کے نام بدلتوں اخبارات میں اختلافات کا اٹھا ڈہرایا۔ کوئی ان کو لارڈ شیمفورڈ لکھتا تھا۔ کوئی لارڈ چیمفورڈ۔

یہی حال اس کتاب اور اس کے حصوں کا ہے کہ اس میں انگریزوں کے ناموں کا تلفظ غالباً صحیح ادا نہیں ہوا ہوگا۔ باقی مطالب سب درست ہیں۔

پس میں سن عزیز صاحب بھوپالی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے پہلی کوشش میں ترجمہ کو بڑی تیزی اور سرعت سے پورا کر دیا۔

ترجمہ کے دوران میں اطلاع ملی کہ دہلی کے کسی اور صاحب نے بھی بہادر شاہ کے مقدمہ کا حقوڑا سا حصہ دہلی کی تالیخ میں شریک کیا تھا۔ میں نے ہر چند اس کتاب کی تلاش کیا مگر وہ دستیاب نہ ہوئی۔ تاہم مجھے ان صاحب کی تحریر پر اعتماد و بھروسہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ فرضی عبارتیں و فرضی حکایتیں اور فرضی حوالجات تالیخ کی کتابوں میں راج کر دینے میں مشہور ہیں۔ اور ان کی دلیری اور جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کی بیباکی پرنسٹن کے علماء و علامہ شبلی مرحوم تک حیرت زدہ رہتے تھے۔ لہذا میں نے ان کی کتاب کو زیادہ تلاش نہ کیا اور خود ہی ترجمہ کرایا۔

انگریزی زبان میں بہادر شاہ کا مقدمہ ٹرائل آف بہادر شاہ کے نام سے چھپا ہے۔ اور دہلی کی سرکاری لائبریری میں بھی اس کی اصل انگریزی کاپی موجود ہے۔ جس کو ضرورت ہو دیکھ سکتا ہے۔ تاکہ ترجمہ کے ناقابل فہم حصے سمجھ سکے اگر اُس کو کہیں شبہ پیدا ہو۔

حسن نظامی

## چوتھی اشاعت

یہ مجموعہ ۱۹۱۹ء میں پہلی بار اور ۱۹۳۲ء میں دوسری بار شائع ہوا تھا۔ گویا پہلا ایڈیشن چار برس میں ختم ہوا تھا اور دوسرا ایڈیشن ۱۶ برس میں ختم ہوا۔ اس نے ظاہر ہوتا ہے کہ سولہ برس کیا یہ دور کساد بازاری اور معاش کی کمی اور بے روزگاری کا زمانہ تھا۔ اس واسطے کتابوں کی خریداری اس زمانہ میں بہت کم رہی۔ میری کتابیں خدا کے فضل سے پرامیسری نوٹ کی طرح چلتی ہیں۔ پھر بھی ایسی دلچسپ اور مقبول کتاب کے سلسلہ کی یہ کوڑی سولہ برس میں ختم ہوئی اس سے ہندوستان کی اقتصادی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ پہلا ایڈیشن میر کسی ترمیم و تبدیلی کے شائع ہو رہا ہے کیونکہ یہ چیز ایسی ہے کہ آپس میں کسی تبدیلی اور ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

حسن نظامی

مارچ ۱۹۳۲ء عیسوی۔ دہلی

# اقتباس از صادق الاخبار دہلی

صفحہ ۲۸

**ایران**۔ ایرانی اخبارات سے یہ تحقیق ہو رہی ہے کہ شاہ ایران نے اپنی تمام فوجوں کو مختلف اضلاع سے بلا کر طهران میں تاجک ثانی ٹھہرنے کا حکم دیا ہے جسکے لئے کہتے ہیں کہ وہ (فوجیں) جو حکم پابندی دل دیاں گئیں۔ صبح خبر دی گئی ہے کہ حکم جو امیر دوست محمد خان کے خلاف توقع ہے دراصل شاہ ایران کی ایک چال ہے اپنے اصلی مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کیلئے۔ ان کا مقصد اسیر لڑنے کا نہیں ہے بلکہ انگریزوں سے لڑنے اور انگریزوں کے لئے کا ہے۔ امیر برطانوی طاقت پر بھروسہ کر کے انگریزوں سے مل گئے ہیں اور انگریزوں اور ایرانیوں کے درمیان تمام بے لطفیوں کا موجب ہیں۔ شاہ ایران نے سیر دست دوستانہ تعلقات انگریزوں سے ظاہر منقطع نہیں کئے ہیں انہوں نے امیر دوست محمد خان کو ذاتی دشمنی اختیار کی ہے تاہم یہ صبح ہے کہ تینوں طاقتوں میں کچھ نہ کچھ خیالات کی تبدیلی ضرور ہو گئی ہے۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۴ جلد ۳۔ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء

**فرانس**۔ یہ بیان کرنے میں تمام اخبارات متفق ہیں کہ شاہ فرانس و شہنشاہ ٹرکی نے ماحال انگریزوں یا ایرانیوں سے متحد ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے لیکن ہر دو مخالف طاقتوں کے سفیر ہٹو مذکورہ بالا اساطفتوں میں تحفہ تحائف لیکر پوشیدہ پوشیدہ جاتے ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاہ فرانس اور شہنشاہ ٹرکی انگریزوں اور ایرانیوں کے درمیانی فتنہ میں بیٹھ گئے۔ لیکن زیادہ تر لوگ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایرانیوں کے جانبدار ہونگے۔ بعد میں جو کچھ تحقیق ہو گا بے کم و کاست شائع کر دیا جائیگا۔ روسیوں کے متعلق یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تیاریوں کو جن سے وہ مدد کرینگے مخفی نہیں رکھا ہے وہ فوج کی اور مال کی امداد ایرانیوں کو پہنچاتے رہینگے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دراصل روسی ہی اس

جنگ کے محرک ہیں اور ایرانیوں کی آڑ پکڑ کر اپنی فتح ہندوستان کی تمنا پوری کرنی چاہتے ہیں یہ یقینی ہے کہ روسی فوج جوا لیکر میدان میں آجائینگے۔ اگر آئندہ کچھ تحقیق ہو تو شائع کیا جائیگا۔ ناظرین صادق الاخبار کو منتظر رہنا چاہئے کہ پردہ مستقبل کیا اٹھکا کر رہا ہے

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

ممبر ۲ جلد ۳ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۲۵۷ھ صفحہ ۸۲ و ۸۳۔

دربار ایران بلیمئی کے سابق پرجوں سے جو پریس ہذا میں موصول ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے روسا ہرات کو مح اپنے عائد کے ایک روز دربار میں طلب کیا۔ اور ایک انگلزنس جنگ کی بابت منعقد کی بعد گفت و شنید ان سب انگریزوں سے جنگ کرنے کی رائے دی اور یہ یقین کر کے کہ خدا کامیاب کرے لکھا انہوں نے کہا۔ ہرات کو لے لینے سے تم گویا ہندوستان کے دروازہ پر پہنچ جاؤ گے۔ پھر کہا کہ روسیوں کی بھی خواہش ہے کہ ایرانی انگریزوں سے جنگ کریں اور ہندوستان کو فتح کریں۔ اسپر بادشاہ نے بیان کیا کہ ”وہ ان مدبرین سے بہت خوش ہوا جنہوں نے اس ناک حرام وزیر عظم کے مخالفت رائے دی اور اتر اصالح کیا کہ جب وہ ہندوستان پہنچ جائیگا تو ان لوگوں کو مختلف صوبہ ہیات ہند کا گورنر بنائیگا جن میں کا ایک بلیمئی دوسرا کلکتہ تیسرا پونا وغیرہ اور وہ تاج بادشاہ دہلی کو بخش دے گا۔“

اسی اثنا میں خبر ملی کہ وزیر عظم نے تاج شہنشاہی کو جس میں بیش قیمت جواہرات تھے ایک سو دواگر علی کی معرفت چوری سے ایک لاکھ پچیس ہزار فرانک میں فروخت کر ڈالا۔ اور اسے (سودا گرو) رقم بچو تھا حصہ دیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر عظم کو طلب کر کے اس معاملہ کو دریافت کیا لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی پھر بادشاہ نے اس سودا گرو کو گرفتار کر کے اسپر جرمانہ کیا۔ اور وزیر عظم پر سبب غیر اقوام سے ربط ضبط رکھنے کے بید ناراضگی ظاہر کی۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر عظم کے فرائض منصبی کسی اور مدبر کے سپرد کئے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا وزیر عظم نے بادشاہ کو صلح کل پالیسی قائم رکھنے کی صلاح دی تھی بادشاہ کو خبر دی گئی کہ شہنشاہ روس نے چالیس ہزار فوج مع کثیر سامان اسلحہ جنگ کی امداد کی

روانہ کی جے جی کئی ٹکڑیاں ایرانیوں سے آکر مل بھی گئی ہیں اور یہ خبر بھی آئی ہے کہ شہنشاہ روس نے کہا کہ اگر مسئلہ فوج جنگ کے لئے ناکافی ہوگی تو اور فوج جنگ و جدال کیلئے روانہ کیا جائیگی۔ ان بیابان کے جواب میں بادشاہ نے شہنشاہ انگلینڈ کو روانی روس کی بہت مدد سرائی کی اور ہدایات جاری کیں کہ روسی افواج کے مصارف کیلئے اس کے خزانہ سے روپیہ لے لیا جائے اور روسی فوج کے کسی ہر کارہ تک کو بھی کسی قسم کی تنگی یا تکلیف نہ پہنچے۔ اس کے بعد فرانسیسی سفیر نے نوٹ بری سنانی کہ اسکا بادشاہ جو چند روز قبل تھا خدا کے فضل سے پوری طرح صحتیاب ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے سن کر کہا کہ ”میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر سفیر خارجہ نے اپنے آقا کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ برطانت قوانین انگلستان و ترکی کے آپ کے ملک میں ہمنو زبردہ فروشی جاری ہے۔

ایران میں شاہ ایران کے انگریزوں سے جنگ کرنے کا خاص سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرانی سلطنت میں پانچ پشتوں سے تسخیر شدہ کاسو اسما یا ہوا ہے اور اسی وقت سے ہر قسم کے اسلحہ جاتا و سامان جنگ و ذخائر جمع ہو رہے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے ارادوں پر عمل درآمد نہیں کیا۔ چنانچہ ناصر الدین موجودہ بادشاہ کو بھی یہی ہوس ہے اور یہ اسکی قدیمی خواہش ہے جو اسکو وراثت ملی ہے۔ اب ایک طرف تو ہرات آسانی سے قبضہ میں آگیا۔ دوسری طرف مدعی ملی امداد پہنچ گئی ہے۔ تیسرے عمائد نے یک زبان ہو کر ہندوستان پر فوج کشی کا مشورہ دیا اور کہا کہ خدا فتح عطا فرمائے گا۔ چوتھے یہ کہ تمام رعایائے ایران جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے شاہ ایران پوری استعداد سے جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر دوست محمد خان دلی کابل بھی مد پر وہ شاہ ایران سے ملے ہوئے ہیں اور ظاہر انگریزوں سے کہتے ہیں کہ ایران سے انہیں سخت عناد ہے اور عناد کی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ شاہ ایران نے شہزادہ یوسف کو ہرات میں حاکم قرار دیا تھا اور اب یہ شہزادہ شاہ ایران کو مشورہ دیتا ہے کہ کابل کی حکومت امیر سے چھین کر مجھے دیدی جائے اور اسی لئے ایرانی کابل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور انہیں (امیر کو) بہت خطرہ ہے کہ شاہ ایران شاہ شجاع الملک کی بید خلی کے بدلے افغانوں سے کابل

چھین لیا گیا بل کو روانہ ہوئے امیر نے شاہ ایران کو اس طور پر خط لکھا کہ وہ خود بھی سلطنت ایران کی رعایا ہے اور اسے گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۱۱ جلد ۲ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۵۷ عیسوی

**اعلان شاہ ایران**۔ اعلان شاہ ایران کی کئی کاپیاں گلیوں اور سڑکوں کے ٹھکڑوں پر چسپاں ہیں۔ میرے ایک دوست نے اس اعلان کی بعینہ ایک نقل کر لی ہے جو جامع مسجد کی پشت پر چسپاں ہے۔ اس اعلان کو متعدد آدمیوں نے دیکھا ہے مختصر اس کا حاصل یہ ہے کہ ”جو لوگ مذہب حق کا دشمنی کرتے ہیں ان کا فرض ہے کہ عیسائیوں کو مدد نہ دیں اور حق و راست پر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ترقی میں اپنی تمام طاقت صرف کر دیں اور وہ وقت قریب آکر ملے کہ جبکہ مابعد دولت (شاہ ایران) تخت پر متمکن ہوں گے۔ اور رعایا کیلئے ہی خوشحال بنادینگے جتنا کہ انگریزوں نے مفلوک الحال کر کے ذریعہ معاش سے محروم کر دیا ہے۔ پس ہم خود کو ان کی ترقی و بہبود کی طرف متوجہ کرینگے۔ ہم کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیا کرتے ہیں اور نہ وہاں دینگے“ یہ ہے اس اعلان کی روئے داد ایک شخص محمد صادق نامی جس کے ذریعہ سے یہ اعلان کیا گیا کہتا ہے کہ ۶ تا ۷ تک ۹۰۰ ایرانی سپاہی مع چند افسران کے ہندوستان میں داخل ہو چکے ہیں اور خاص دہلی میں ۵۰۰ سپاہی تبدیل لباس میں مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ وہ اپنی نسبت کہتا ہے کہ ہم مارچ کو میں دہلی پہنچاں جہاں اعلان چسپاں کر دیئے گئے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ ہر حصہ ملک سے اسکے پاس خبریں آتی رہتی ہیں اور ہر شے کی اطلاع شاہ ایران کے پاس روانہ کرتا رہتا ہے اور آمیندہ وہ ایرانی فوج کی نقل و حرکت بذریعہ اعلان ہر فرد بشر پر ظاہر کر دیا کرے گا۔

نوٹ کہتے ہیں کہ یہ اعلان چند مفکروں کا ٹکڑا ہوا ہے۔ اور میں بھی سمجھا ہوں کہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محمد صادق خاں کے آخر دہلی آنے کا مدعا کیا ہے۔ اگر اس کا مقصد جنگ ہے تو اس طریق سے

اس کا آنا بے سود ہے۔ اگر وہ جاسوس کی حیثیت سے آیا ہے تو اپنے آئنے کو شہر کرنا بالکل بے عقلی اور اپنے مشن کے اخراجات میں بیکار روپیہ ضائع کرنا ہے۔ ایسے معاملہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مقاصد کا پورا نہ ہونا یقینی ہے۔ قطع نظر ان تمام باتوں کے حال یہ دریافت کرنا چاہئے کہ شاہ ایران کے ہند پر فرما تو دلی کرنے سے ہندوستانیوں کو کون سی خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اعلان سے ظاہر ہے کہ وہ خود ہندوستان پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستانی تو صرف اسی وقت خوش ہوں گے کہ اگر شاہ ایران عباس شاہ صفی کی طرح ہمارے خاص بادشاہ کو سلطنت دیدے اور تہمت بھی نہیں جو وہ ایسا کریں کیونکہ خود تہمتور نے ایران میں کو سلطنت بخشی تھی اور نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی احسان کے بدلے عباس شاہ صفی نے ہمارے ہمایوں کو مدد دی تھی۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۱۲ جلد ۳ مورخہ ۲۳ پانچ مئی ۱۸۵۷ء

بادشاہ ایران کے نام سے اعلان۔ سابق میں چند مفسدین نے دہلی میں ہنگامہ برپا کرنے کے لئے یہ سمجھ کر کہ شہر ہوگی جامع مسجد کی پشت پر ایک اعلان شاہ ایران کی طرف منسوب کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے چپاں کر دیا تھا۔ اس اعلان کا اب باب یہ تھا کہ ہندو مسلمان دونوں عیسائیوں کی مدد نہ کریں۔ اور شاہ ایران غمگین ہندوستان فتح کر لینگا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیکر خوش کر دینگا۔ جس شخص نے یہ اعلان شہر کیلئے اپنا نام محمد صادق بتایا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس لغو والہ نے اپنی بات سے حکام دہلی بہت خفا میں۔ مجھے یقین ہے کہ جو شخص اس جلسہ کا مذہب کو گرفتار کر دینگا خاطر خواہ انعام پانینگا لیکن خدا معلوم ہوا۔ ہاتھ بھی آئیگا یا نہیں۔ ہمارے اچھے مندر محمد صادق خاں جلسہ جھڑوں نے یہ اعلان کیا ہے جہاں یقین ہے کہ اگر گورنمنٹ کے ہاتھ لگ گئے تو ایک دو تے کا جو تہہ سر کر کے میں تو کیا ہوا ان کا افسانہ برپا کرے گا جس سے ان کے بال نہایت خوشامانی سے بھر جائینگے۔ اس وقت یہ حضرت سچو بابا کیلئے



کہ شیشے کے گھر میں رہ کر دوسروں پر پتھر پھینکا کیا ماشاء اللہ دکھانا ہے اور ان بے وقوفوں کی لیاقت کس طرح ناک کی راہ سے نکل پڑتی ہے۔

## اقتباس از اُردو اخبار دہلی

منبر ۱۵ جلد ۱۹ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء

کابل۔ دہلی گزٹ کا ایک نامہ نگار کابل سے ۲۹ مارچ کو لکھتا ہے کہ ”مختصر فوج جسے امیر دوست محمد خاں نے پیش بولا کہ اور سر جوخیل قبیلوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا تھا محمد شاہ خاں سے مقابلہ کرنے کے بعد جس میں ان کے تقریباً تین آدھی ہلاک اور اتنے ہی زخمی کئے گئے ہیں حال آباد داپس ہو گئی ہے۔ کثیر مال غنیمت امیر کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا ہے اور خاں مذکور اپنی جان بچا کہ پہاڑی قلعوں میں جو ملکان میں ہے جا چھپا ہے۔ میر زاد خاں کا بھائی ابھی جلال آباد سے آیا ہے اور نامہ نگار کو اطلاع دی ہے کہ امیر ”سات منچ“ کی سمت بڑھ رہے تھے لیکن ابھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ جن نوروں بلاباغ میں سٹائینگے یا کابل میں۔ برادر میر زاد خاں نے یہ بھی بیان کیا کہ چند انگریزی اخبار رات ہندوستان کے شائع شدہ امیر کے سامنے پڑھے گئے جن میں گورنمنٹ کی بظنی پرتغیتد کی گئی تھی کہ وہ امیر کو خواہ مخواہ روپیہ دیتی ہے۔ حالانکہ وہ دوطرفہ تعلقات رکھتے ہیں۔ امیر نے یہ سن کر کہا کہ جب گورنمنٹ پر کوئی مشکل آپڑتی ہے تو وہ لوگ لاکھوں پونڈ سرن کر دیتے ہیں اور اب جبکہ ایرانی روسیوں کی تحریک پر افغانستان پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے ہیں اور محض گورنمنٹ ہند کو دق کرنے کی نیت سے کر رہے ہیں تو گورنر جنرل نے عقلمندی اور دور اندیشی سے کام لیکر امیر کے عہد و پیمان پر غور کیا ہے کہ وہ قائم رکھنے کے قابل ہے۔ نامہ نگار کہتا ہے کہ کابل میں اس کا بہت چرچہ ہے کہ سلطان محمد جان ہی کی تحریک و مقصدہ پروازی ہے جو انعام حاجی پہاڑی علاقوں کے باشندوں کو بھر کا رہا ہے۔ اور معتبر جنرل ہے کہ سلطان جان نے کمانڈر انچیف افواج ایران متعینہ سرات سے

گر شک پر فوج کشی کرنے کی درخواست کی ہے اور کہا ہے کہ اگر اہل گر شک نے اسے اس شرط پر مذموم بنی منظور کی ہے کہ تین سال تک کا خراج معاف کر دیا جائے۔

## اقتباس از خلاصۃ الاخبار دہلی

نمبر ۸ جلد ۱ سورہ ۱۳۔ اپریل ۱۳۵۸ء

ایران۔ چند روز ہوئے کہ جامع مسجد کی دیوار پر ایک اعلان چسپاں کیا گیا تھا۔ اس پر ایک تلوار اور ڈھال کی شکل بنی ہوئی تھی اور یہ اعلان شاہ ایران کے پاس سے آیا ہوا بتاتے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ تھا :-

تمام سچے مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ کمر بستہ ہو کر شاہ ایران کی اعانت کریں اور وقاد از ی سے اس کی حکومت و اعتبار کو محفوظ رکھیں اور انگیزیوں سے جہاد کریں تاکہ انہیں تباہ و برباد کر کے اس کی عنایت کے مورد ہوں۔ انعامات و خطابات چل کریں جو شاہ ایران فراخ دلی سے عطا کریگا۔ پھر اعلان میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ شاہ ایران یا جمشید ثانی بہت جلد ہندوستان آئیگا اور اس ملک کو خود مختار بنا دیگا اور ایران میں عوام الناس جمع ہو کر حسب ذیل فقرہ پر بار بار تکرار کرتے ہیں۔

”خدا یا خاک ایران کو یہ بختیوں کی ہوا سے بچاؤ جب تک کہ خاک و رہوا زندہ ہیں“  
مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشکار گنہگار درخاستیں موصول ہوئی ہیں اور ان میں سے بیان کیا گیا ہے کہ آج کی تاریخ سے ایک ماہ بعد کشمیر پر حملہ کیا جائیگا جسکی فرحت افزائی اور خوبصورتی کا ایک شاعر نے یوں خاک کھینچا ہے۔

اگر ایک لبس لبس بورت کباب کشمیر میں لایا جائے

تو کشمیر کی آب و ہوا سے اس کے بھی بال و پر پیدا ہو جائیں گے

اور یہ خطہ سر و د زمین بہشت لکھنے والوں کے قبضہ میں جائیگا۔“ محرر اخبار ان تمام باتوں کو

مترفات اور حق پر مبنی سمجھتا ہے کیونکہ اگر ممالک حکومتوں کے ہاتھ سے یونہی نکل جایا کریں تو فوجوں کا کیا فائدہ۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

ممبر ۱۹ جلد ۳ - مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء عیسوی

شاہ ایران کا اعلان تسخیر ہند - انگریزی اخبار ”بنجانی“ کا ایڈیٹر اپنی غبر اکی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ محرمہ پر قبضہ کرنے وقت اس کے نامہ نگار کو شہزادے کے خیمہ سے ایک اعلان دستیاب ہوا جس کا خلاصہ نامہ نگار مذکور نے بذریعہ تار برقی ایڈیٹر کو روانہ کیا ہے اور جسے اب ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اعلان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی فتح مندی کا علم سب سے پہلے ہندوستان میں نصب کیا ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام مقبوضات مشرقی کے طاقتور سلاطین کو اپنے قابو میں لاد رہی ہے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ اس نے افغانستان پر قبضہ کیا تھا لیکن افغانوں کی مسلسل ہنگامہ آرائیوں سے تنگ آکر اسے چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد اس نے لاہور و پشاور اور دیگر خود مختار ممالک لے لئے اب وہ براہ افغانستان آکر قلعہ ایران کو بھی زیر و زبر کرنا چاہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو وہ ہمارے ہم مذہب ہمسائے افغانوں سے دوستی کر رہی ہے تاکہ یہ اسے گزر جائے دے اور وہ آکر ایران کو تہہ بالا کر ڈالے اور مذہب حق کے پیروں میں نا اتفاقی ڈال دے۔ مزید برآں یہ سنا گیا ہے کہ ایران پر فوج کشی کی غرض سے ایک انگریزی فوج براہِ خشکی روانہ ہو گئی ہے۔ اور اس نے ایک بحری قلعہ جوارہ میں پڑتا ہے اور وہ مسلمانوں کا ہے لے بھی لیا ہے۔ اور وہیں مقیم ہے لیکن گورنمنٹ اسے پیش دستی نہیں کر لے دیتی اور جانتی ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو مسلمانوں کے خفقہ اور تیز دھار کی تلوار سے کام چڑیگا اور بہت جلد جاں کنی کی حالت میں جیسے بمبلی پانی سے

باہر تڑپتی ہے ہوگی اور دم توڑتی پھرے گی۔ لہذا شاہ ناصر الدین بادشاہ ایران نہایت خوشی سے ذیل کا اعلان کرتے ہیں :-

**اعلان :-** تمام فوجوں کو حدود ایران کے مختلف مقامات پر جمع ہو کر ان دشمنانِ دین کی مزاحمت کرنی چاہئے جو فوجی الفین اسلام ہیں۔ اقوامِ عرب کو لازم ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیم ”جنھوں نے تمہیں صدمہ پہنچا یا ہے تم بھی اہنس متد پہنچاؤ“ پر عمل کریں۔ پس واجب ہے کہ بوڑھے، جوان، ادا، اعلیٰ، عقلمند و کج فہم، کسان و سپاہی، سب کے سب بے پس و پیش اپنے ہم مذہبوں کی حمایت کیلئے اٹھ کھڑے ہوں ہتھیار باندھ لیں علم اسلامی بلند کریں اور اپنے ہم قوموں کو بھی راہِ خدا میں چہا کرنے کی دعوت پہنچائیں۔ چنانچہ ان کو جو حامیِ دین ہوں گے ان کی جانفشانیوں کا اجر خدا عطا کرے گا اور مابعدِ ولت بھی خوش ہوں گے۔ ہم نے شریف النفوس کو شرفِ خاک کے ہمراہ روانہ کیا ہے۔ مرزا جان کو شیکھی، مہسارانی، نیر آرمائے قوم، رئیس میر علی خاں و دیگر افسران و رؤساء کو پچیس ہزار فوج کے ہمراہ ایران کے مختلف مقامات پر روانہ کیا ہے۔ شہزادہ نواب شمشیر الدولہ کمانڈنگ آفسر کی سرکردگی میں تیس ہزار فوجِ محمدرہوانہ کی ہے۔ غلام حسن خاں دفعہ دار و جعفر قلی خاں کو سواروں کی رجمنٹ کے ہمراہ کرمان بھیجا گیا ہے۔ بیس ہزار فوجِ مسلح مع ساز و سامان غریبیہ و قریبیہ کو روانہ کی گئی ہے اور نواب احسن السلطنت تیس ہزار جوانوں چالیس توپوں و دیگر اسلحہ جات جنگ کے ساتھ کچھ ”شمالی صوبجات سندھ“ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ فوجیں اس لئے روانہ کی گئی ہیں کہ افغانستان پر فتح پالیں تو آگے بڑھیں۔ رئیس سلطان احمد خاں، شاہ دولت خاں، سلطان علی خاں اور محمد عالم خاں تہذیبِ ہند کے لئے افسرانِ بالا کے ماتحت مقرر ہوئے ہیں۔ رحمت خداوندی سے پوری امید ہے کہ وہ فتحیاب ہوں گے اب وہ وقت ہے کہ اس ملک کے (ہندوستان کے) تمام افراد اور تمام افغانی

جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر چلتے ہیں مڑ رہو کہ اس مذہبی جنگ میں شامل ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے انہیں فلاحیت دارین حاصل ہوگی۔ اور چونکہ موجودہ سرحدی ہنگامہ آرائیاں بھی کوئی معمولی لڑائیاں نہیں ہیں کہ جنہیں تھوڑی سی وفادار فوج رفع و دفع کر سکے۔ پس تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ جوش و غلو سے امداد کریں۔ مزید براں تمام افغان اقوام کو معلوم ہو کہ شاہ ایران کا یہ مقصد نہیں ہے کہ افغانستان کو اپنے قلمرو میں شامل کر لے۔ بلکہ بجائے اس کے ان کا مقصد اصلی یہ ہے کہ قندھار، رئیس رحمدل خاں و خون دل خاں کے قبضہ میں ہو اور کابل بدستور امیر دوست محمد خاں کے پاس رہے اور اس طور سے افغان پہلے کی طرح پھر آزاد ہو جائیں۔ امیر دوست محمد خاں کو لازم ہے کہ اپنے دو حقین و مددگار مسلمانوں کی ایک کونسل منعقد کریں اور حدیث پیہر پر عمل کرنے کے لئے کہیں جو شخص علماً یا قولاً کسی ایک مذہبی رکن کی حمایت کرے گا اس کو اجر عظیم ملیگا۔ اعلان ہذا کی اشاعت کے قبل تک امیر دوست محمد خاں ہمیشہ کہتے تھے کہ اگر ایرانی فوجیں کسی غیر مذہب طاقت سے لڑنے جائیں تو ہم ہتھیاروں اور روپیہ سے ان کی مدد کریں گے اور خود بھی شامل ہوں گے۔ لہذا جس وقت کے آنے کے وہ منتظر تھے وہ اب آہنچا ہے یعنی مابعد دولت نے انگریزوں سے جہاد کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اب امیر دوست محمد خاں اپنے وعدہ کے موافق دشمنانِ دین کے قتل میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں۔ کیونکہ ثوابِ آخرت حاصل کرنے کا اس سے بڑھ کر کوئی موقع نہ ملے گا اگر وہ اس موقع پر مارے گئے تو ان کا شمار شہداء میں ہو گا۔ وگرنہ وہ غازی کہلا سینگے بہمہ وجہ جہاد سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے۔ لیکن اگر خدا نخواستہ امیر اس کے برعکس رویہ اختیار کریں گے تو وہ پہلے اپنے مذہب سے دور ہو جائیں گے دوسرے

یہ کہ تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ بڑول کہلائیں گے چوتھے  
ان پر غضب اکہی نازل ہوگا۔

شاہ ایران نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”آہ امیر! کیا تم دین سے منکر ہو کر انگریزوں سے  
مل گئے ہو؟ میں بحیثیت مسلمان تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ میرے ساتھ ہو جاؤ اور ان کی  
تباہی کی تدابیر کرو۔ یہ بھی سمجھ رکھو کہ تمام مسلمان شاکی ہیں کہ امیر نے انگریزوں سے مل کر  
اپنے مذہب کی تحقیر کی ہے۔ اگر صرف طمع ہی تمہارے اس رویہ کی موجب ہو تو مجھ سے  
دو گنا زلے لو۔ اور کیا تم نے سنا نہیں کہ انگریزی قوم نے سلاطین و رؤساء ہند سے  
کیا کیا بدسلوکیاں کی ہیں؟ امیر نے اس خط کا بہت احترام کیا اور رئیس سوات کے ہمراہ  
حاضر ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ اور شاہ ایران ہرات میں داخل ہو گئے ہیں۔ قندھاری فوج نے  
ان تمام انگریزوں کو قتل کر ڈالا جو آگے بڑھ گئے تھے۔

ایڈیٹر پنجابی ریمپٹر ازہے کہ چونکہ اعلان بہت طول طویل ہے لہذا اس نے اقتباس  
کر لیا ہے اور اس کے خیال میں جو بات مفید مطلب ہے وہ یہ ہے کہ عمرہ پر قبضہ کر لیا  
اور یہ کاغذ ہاتھ آگیا ورنہ یہاں تک کبھی نہ پہنچ سکتا۔

شکر ہے کہ برطانیہ غلطی کا انتخاب اقبال نصف النہار تک چمک رہا ہے۔ یقین کر لینا  
چاہئے کہ شاہ ایران کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔ اخبار پنجابی کا اقتباس یہاں ختم  
ہو گیا اور اب ہم اخبار انگلستان کی رائے پر نظر ڈالتے ہیں۔ افواہ ہے کہ ایک زبردست فوج  
بہت جلد مدبولہ پر پہنچنا چاہتی ہے مگر ہم اس خبر کو چندال وقت نہیں دیتے کیونکہ موسم گرما  
شروع ہو گیا ہے ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلطان جان دوست محمد خاں کا بھتیجہ شاہ ایران  
ملگیا ہے اور اب فوج ہمارا لیکر خزاہ سے قندھار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کچھ متعصب غل اپنے ہم مذہبوں سے  
ملنے کی غرض سے ایران روانہ ہو گئے ہیں۔ اس واقعہ نے امیر دوست محمد خاں کو بہت تشویش  
میں ڈال رکھا ہے کیونکہ یہ غل اپنے مذہبی اصولوں اور جنگی کرتبوں میں مشہور ہیں۔

۲۳-۱ اپریل ۱۹۵۶ء کو مہجر لسنڈن کچھ انگریز افسروں اور فوجدار خاں گورنمنٹ ہسپتال کے ہمراہ ”ناراب“ پہنچے ہیں۔

ایڈیٹر کراچی اخبار رسمی ”سندھین“ بمبئی ٹائٹلس کا حوالہ دیتے ہوئے نمبر ۳۳ کی اشاعت میں رقمطراز ہے: ”خبر ہے کہ ”پچاس ہزار ایرانیوں نے تین یا چار روسی افسروں کے زیرِ کمان پوشہ دیکھ قبضہ کر لیا تھا لیکن انگریزوں نے پھر چھین لیا اور تین ہزار روسی جو دورانِ کارزار میں ایرانیوں کا جدا ہو گئے تھے پسپا ہو گئے اور سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ شمال میں لشکرِ کثیر جمع ہو رہا ہے اور سنا گیا ہے کہ بحیرہ کاسپین اور بنار کی طرف سے روسی طاقتیں بہت زبردست ہیں۔ ایڈیٹر پنجابی کلکتہ ہے کہ ایرانیوں نے مکمل نظام کر لیا ہے اور متعدد مقامات مثلاً آوار گنج، کوکن کرش وغیرہ میں جہاؤ نیاں قائم کی ہیں جہاں ضروریات کی چیزیں کثیر مقدار میں فراہم کر لی ہیں۔ اگر امرا خاں رئیس محمد عظیم خاں، حیدر خاں، وفضل خاں اور جلال الدین خاں پسر اکبر خاں بادشاہ کے ساتھ ہیں اور غلام حیدر خاں کو شاہِ ایران کی طرف سے چھتیس ہزار روپیہ اقامت ملا ہے اور وہ (غلام حیدر خاں) دل و جان سے بادشاہ پر قربان ہے، اور صرف راستہ کھلنے کی راہ دیکھ رہا ہے۔ تعجب نہیں کہ جو ایرانی قندھار میں داخل ہو جائیں اور آگے بڑھیں۔ پشاور سے آئندہ مسافروں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر دوست محمد خاں کے اقرار و معاہدوں پر اعتبار نہ کرنا چاہئے لیکن خدائی طاقت کیسی زبردست ہے کہ انہیں جسے اب تک روک رکھا ہے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجیں پشاور میں جمع ہو رہی ہیں خدا نخواستہ اگر اس طرف کوئی جنگ ہوئی تو اس کا نتیجہ سواِ خونریزی کے اور کیا ہوتا ہے حال میں ایرانی جزیہ آئی بند ہو گئی ہیں۔ ہمارے ناظرین یہ نہ سمجھ لیں جیسا کہ نادانانہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے خبریں شائع کرنی ممنوع کر دی ہیں بلکہ برخلاف اسکے گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ دنیا کے دودراز مقامات کی صحیح خبریں پبلک کے سامنے کھول کر رکھ دی جائیں اور تمام ملک اخبار سے مستفید ہوا کرے، اور یہی سبب ہے جو حکام خود اخبارات

بڑھتے ہیں اور ان پر بھروسہ رکھتے ہیں اور حبیب خاص سے خرچ کر کے پلبشروں اور پرنٹروں کی موصلا فرمائی کرتے ہیں لیکن جنس خبریں خود ہی نہ آئیں تو اس کا کیا علاج؟ بہر کیفیت جو دور و دراز کی خبریں پڑھتے ہیں انہیں منتظر رہنا چاہئے کیونکہ اب جو ڈاک آئیگی اس میں ضرور تازہ جنس موصول ہونگی خواہ وہ صلح کی ہوں یا جنگ کی۔ خدا چاہے تو میں بدون طرفداری کئے یا چھپائے من و عن شائع کر دوں گا۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ کا بھی یہی رویہ ہے کہ کسی حق بات کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اسکی سلطنت روز بروز قوی ہو رہی ہے اور علوم و فنون پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ پورے ہیں۔ قادر مطلق اس عادل گورنمنٹ کو تادم حشر سلاست رکھے۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

ممبرہ جلد ۴ مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء

ایرانی فوج کی آمد۔ میرے ایک دوست جو نہایت صاحب لرائے ہیں اور فارسی زبان بولتے ہیں حال ہی میں وارد ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایرانی فوجیں جو سلطان جان خاں پسر خون دل خاں کے زیرِ کمان عرصہ دراز سے فرائض ہرات پڑی ہوئی تھیں۔ اب باجائز شاہ ایران قندھار کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہ سن کر امیر و دست محمد خاں کالڑکا دو یا تین ہزار قاعدہ داں سپاہیوں کے ہلہ مقابلہ آرا ہوا۔ لڑائی پورے چھ روز تک جاری رہی اور طرفین کے سیکڑوں آدمی کام آئے۔ آخر کار امیر کالڑکا میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ نکلا اور ایک قلعہ میں محصور ہو گیا۔ ایرانی فوج نے کامل طور پر قندھار کا محاصرہ کر لیا اور رسد کی آمد چاروں طرف سے بالکل منقطع کر دی۔ اس لئے امیر کے لڑکے نے کابل سے امداد طلب کی ہے۔ سنا ہے کہ امیر دوست محمد خاں بہت جلد روانہ کرینگے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے شاہ ایران کے پاس ایک عاجزانہ خط بھیجا ہے کہ وہ بھی بادشاہ کی رعایا یا ملازم ہیں اور انہیں انگریزوں کو مدد دینے کا ذرا بھی خیال نہیں ہے اور بادشاہ کو ہندوستان کی طرف فوجیں روانہ کرنے پر زور دیا ہے



اور وعدہ کیا ہے کہ وہ حتی المقدور رسد باخروج دینے سے دریغ نہ کریں گے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امیر شاہ ایران کو تحائف بھیجے دوائے ہیں۔ شہزادہ محمد یوسف رئیس ہرات ہندوستان و انگریزوں کی شاہ ایران کو ہر وقت خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور شاہ ایران کو ان شہزادوں پر بہت اعتماد ہے اور اکثر ان کی رائے پر عمل درآمد کرتے ہیں۔

## اِقْبَاسُ از صَادِقُ الْأَجَارِہِی

ایڈیٹوریل آرٹیکل۔ نمبر ۶۔ جلد ۴ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۵۷ء

شاہ ایران کی چال۔ شاہ ایران نے انگریزوں سے کئی لڑائیاں لڑنے کے بعد فرخ خاں کی معرفت صلح کی درخواست کی ہے۔ میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ یہ جنگ بغیر حکمت کے نہیں ہے بقول شفقہ ”سلام روستائی بے غرض نیست“ اور مجھ کو یقین کلی تھا کہ اس درخواست میں ضرور کوئی چال مضمر ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس دماغ کی رسائی پر مجھے اپنے تئیں شاباشی دینی چاہئے۔ کیونکہ مجھے معتبر قائدانہ کفار سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانیوں کا اصلی مقصد ہرات پر قبضہ کرنا اور انگریزوں کو ہوشہر سے نکالنا تھا چنانچہ وہی ہوجاں کی امید کی جاتی تھی۔ شہزادہ علی بین الاقوام کی رو سے انگریزوں نے ہوشہر خالی کر دیا۔ لیکن ایسا ہونے کے بعد بھی شاہ ایران ہرات سے دستبردار نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں انگریز اپنی بیدظنی پر بہت شرمندہ و پریشان ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ایرانیوں سے اسکی باز پرس کریں گے مگر یہ ایک فضول دہلی ہے ہیں غور کرنا چاہئے کہ جب انہیں بھڑوسی یا بہت طاقت تھی تو وہ کیا کرنے کے قابل تھے جواب کچھ کریں گے۔ ایک صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایرانیوں نے یہ سمجھا کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے... ہ کی جماعت کو قند ہار کی طرٹ روانہ کیا ہے۔ امیر دوست محمد خاں کافروں کے دوست ہیں لیکن پوشیدہ طور پر وہ تمام ذرائع ایرانیوں کو ترغیب دینے اور اسے سازش کرنے میں مصروف کر رہے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایرانی فوج جس میں کچھ کابانی

افسر ہیں ثابت قدمی سے ہندوستان کی طرف بڑھ رہی ہے۔  
 "کنس کورہ" جیسی خبروں کو سن کر عیسائی بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ اور انہیں  
 یقین ہے کہ کمپنی کے زوال کا وقت بیشک قریب آ رہا ہے۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۳۴ جلد ۱۹ مورخہ ۲۳- اگست ۱۸۵۷ء

ایران کی فوجی خبریں۔ پنجاب و پشاور کی طرف سے آنیوالے کچھ لوگ بیان کرتے  
 ہیں کہ ایرانی فوج ایک پہنچ گئی ہے۔ گو مجھے فی نفسہ اس پر یقین نہیں ہے مگر میں نے  
 عوام کی زبانی یہ افواہ سنی ہے اس وجہ سے اسکو شائع کیا۔ اور ممکن بھی ہے کہ ایسا ہو کیونکہ  
 کسی طرح بعید الغم نہیں ہے جو لنڈیا جھوٹا قصور کر لیا جائے۔ لیکن یہ ضرور خیال آتا ہے  
 کہ جس طرح یہ افواہ مشہور کی جاتی ہے اس پر یقین و بھروسہ نہیں ہو سکتا۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۴ جلد ۲۰ مورخہ ۲۰- اگست ۱۸۵۷ء

ایرانی فوج کا نزدیک پہنچ جانا۔ ایڈیٹر "ٹریبنسٹ نیوز" رقمطراز ہے کہ اس  
 پنجاب و پشاور کی طرف سے آنیوالے مسافروں سے سنا ہے کہ ایرانی فوج نے ایک تک  
 رات صاف کر لیا ہے۔ مجھے چند وجوہات کی بنا پر یہ خبر قابل یقین نظر آتی ہے۔ اول کوئی  
 شخص کچھ نہیں کہتا کہ تاؤ تھک اس کی کوئی دلیل نہ رکھتا ہو۔ دوم ولی صفت شاہ نعمت اللہ  
 صاحب کی پیشین گوئی ہے کہ ہندوستان پر عیسائیوں اور راکش پرستیوں کی سوسائٹ  
 حکومت رہیگی۔ پھر جب ان کے قلمرو میں بے انصافی و ظلم ہونے لگے گا تو ایک عرک خیز  
 اٹھیکا اور لیبھوڑ و شان آکر انہیں قتل کرے گا۔ سوم جب ملتان کی فوجوں نے بغاوت کی

تو کہا تھا کہ ہمارے افسردہ اور شاہ ایران میں خط و کتابت ہوتی ہے۔ چہاں شاہ ایران نے یہ سنکر کہ برطانوی سلطنت میں میرا ایک پُر جوش و سرگرم دوست ہے اور ایک جاسوس روانہ کیا تھا اور وہ جاسوس یہاں آیا تھا۔ میرا ایک دوست سے کہا تھا کہ شاہ ایران نے ہندوستان آنے کا مقصد یہ ہے۔ پس چاہے وہ جلدی آئے یا دیر سے مگر اس کے آنے میں کلام نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۳ جلد ۱۹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء

ایران۔ بعض لوگ پھر کہہ رہے ہیں کہ ایرانی فوج ”درہ بولن“ اور ”بی بی نری“ پر آگئی ہے اور امیر دوست محمد خان نے بخوشی خاطر اپنے حدود میں سے اسے گزرنے دیا ہے لیکن بموجب مشہور ہندی کہادت کے کہ برہمن کھانے کی دعوت پر اس وقت یقین کرتا ہے جب کھانا سامنے آجاتا ہے۔ اہل ہند اس پر اسی وقت یقین کرینگے جبکہ کوئی عینی شہادت مل جائیگی۔ لیکن کئی وجوہات کی بنا پر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خواہ موجودہ خبریں صحیح ہوں یا غلط لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ایک نہ ایک روز ایرانی فوجیں ضرور آئیں گی خواہ درہ بولن سے ہو کر آئیں یا بمبئی یا سندھ سے۔ باقی خدا ہی علام الغیوب ہے۔ یعنی غیب کی خبریں سوائے اس کے کسی کو معلوم نہیں۔

# غدر دہلی کے افسانے

## حصہ اول

غدر ۱۸۵۷ء کے حالات بہت سی تاریخوں میں لکھے گئے ہیں مگر ان میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو میری کتابوں کی طرح مرتب کی گئی ہو کیونکہ تاریخیں لکھنے والے عموماً سرکاری کاغذات یا سنی سنائی باتوں سے واقعات مرتب کرتے ہیں اور بہت سی قابل ذکر باتیں حکومت کی مصلحت یا کسی خاص دباؤ کے سبب چھوڑ جاتے ہیں۔

یہ کچھ انگریزی زمانہ کے مورخوں کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر زمانہ اور ہر قوم کی حکومت میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے مسلمانوں کی تاریخیں بھی اس عیب سے پاک نہیں ہیں یعنی ان میں بھی مورخ کا قلم اکثر اوقات سلطنت کے دباؤ سے اسی اور کھری بات لکھنے سے مجبور نظر آتا ہے اور وہی کہتا ہے جو حاکم وقت کی مصلحت اور مرضی کے موافق ہو۔

غدر کی تاریخیں اس عیب سے بھری ہوئی ہیں اور ان میں تصویر کا ایک ہی رخ نظر آتا ہے میں نے واقعات غدر لکھنے میں مورخوں سے علیحدہ طریقہ اختیار کیا اور کسی تاریخ یا سرکاری کاغذ یا خبروں کی زبانی سنی سنائی باتوں سے حالات مرتب نہیں کئے بلکہ جن لوگوں پر غدر کی پتلا پڑی تھی خود ان سے پوچھ پوچھ کر کیفیت قلم بند کی۔

یہ صورت بہت کم کتابوں میں اختیار کی جاتی ہے جو میں نے اختیار کی اور اتنی تحقیقات کوئی واقعہ نویس نہیں کرتا جتنی میں کرتا رہا انسانوں میں بڑا حقدار واقعات کا ہے جو خود ان لوگوں کے منہ سے بیان کئے جن کو وہ پھیلے تھے یا انکی اولاد نے یا شریک حال رشتہ داروں نے۔ اس لحاظ سے یہ تمام ردیتیں چشمہ ہونے کے سبب میں شہادت کا درجہ رکھتی ہیں اور انکی صداقت میں کتب تاریخ سے زیادہ صلیبت جفتہ موجود ہے۔ تاہم میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ اور آئندہ نسل کی عبرت کیلئے میں ان قصوں کو افسانہ نگاری کی شان سے لکھا ہے اور اصل واقعہ پر انشا پر دازی کا رنگ چڑھا دیا ہے تاکہ درد

۱۔ دوسرے اور عبرت کی کیفیت بڑھ جانے تاریخ بالکل سارہ عبارت میں ہوتی ہے ان قانون میں ساڈی ہوئی ہے  
تاریخی نکات نہیں دکھاتی۔ میں نے ہر واقعہ کی تصویر بنائی ہے لہذا میں اس کتاب کے تاریخ کی کتاب سے کہہ سکتا  
اور اسی واسطے اس کتاب نام عذر دہلی کے افسانے لکھا گیا ہے تاکہ نام ہی سے معلوم ہو جائے کہ یہ تاریخ کی کتاب نہیں  
ہے بلکہ قصے ہیں۔ یہ عذر دہلی کے واقعات سلسلہ باہصول میں نیک شائع ہوئے ہیں اور یہ کتاب جس میں یہ عذر  
لکھ رہا ہوں چھٹا حصہ ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ یہاں اس کی نشر و ترویج کر دی جائے کہ سولہ پہلے حصہ کے باقی تمام  
حصے تاریخی شان کے ہیں اور ان میں سرکاری کاغذات کی سند سے حالات جمع ہوئے ہیں میری ذاتی تحقیقات  
صرف پہلے میں ہے اور اسی میں میں نے اپنا رنگ لکھا ہے اور دوسرے کی کیفیات قلم سے دکھائی ہیں۔  
دوسرے حصے میں انگریزوں کی مصیبت کھانل ہے اور وہ خود انگریزوں کا لکھا ہوا ہے۔ میں نے صرف ترجمہ کر دیا ہے  
تیسرا حصہ بھی ایسا ہی ہے جس میں چند انگریز افسروں نے محاصرہ دہلی کی کیفیت لکھی ہے۔ چوتھا حصہ بہادر شاہ کا  
مقدمہ بھی انگریزی کاغذات سے لیا گیا ہے پانچویں حصہ عذر دہلی کے گرفتار شدہ خطوط کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ  
بھی انگریزی کاغذات سے لئے گئے ہیں اور ایسا ہی یہ پانچواں حصہ عذر دہلی کے اخبار انگریزی کاغذات سے  
لیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں لکھا ہے مقصد اس تحریر کا یہ ہے کہ میری ذاتی اور طبیعت صرف پہلا حصہ ہے  
باقی حصے مجھ سے صرف اتنا ہی تعلق رکھتے ہیں کہ میں نے ان کو جو پڑا دیا اور اردو دان لوگوں کی واقفیت کا  
ایک سامان مہیا کر دیا۔ حصہ اول میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے کیونکہ مجھ کو جہاں کہیں کوئی عذر کا سچا قصہ ملتا  
ہے فوراً اس کی تحقیقات کرتا ہوں اور قلم بند کر کے حصہ اول میں شریک کر دیتا ہوں۔ اب تک مندرجہ ذیل بارہ  
حصے طبع ہو گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

۱	سیکات آئینہ حصہ اول	۵	گرفتار شدہ خطوط حصہ پنجم	۹	دہلی کا آخری سانس حصہ نهم
۲	انگریزوں کی بیتا حدوم	۶	عذر دہلی کے اخبار ششم	۱۰	عذر دہلی کی صبح و شام
۳	محاصرہ دہلی کے خطوط رسوم	۷	غالب کار و زناچہ حصہ ہفتم	۱۱	دہلی کی آخری شمع
۴	بہادر شاہ کا مقدمہ	۸	دہلی کی جاں کنی	۱۲	عذر کا آخری نتیجہ



# طبع سوئم

یہ کتاب تیسری بار شائع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کے بارہ  
حصے اب تک شائع ہوئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:-

۱۔ بیگمات کے آنسو۔ (۲) انگریزوں کی ہپتا۔ (۳) محاصرہ  
دہلی کے خطوط۔ (۴) بہادر شاہ کا مقدمہ۔ (۵) غدر کے  
گرفتار شدہ خطوط۔ (۶) غدر دہلی کے اخبار۔ (۷) غالب کا  
روزنامہ۔ (۸) دہلی کی جانکنی۔ (۹) آخری سانس۔ (۱۰) غدر کی  
صبح و شام۔ (۱۱) دہلی کی آخری شمع۔ (۱۲) غدر دہلی کا نتیجہ۔  
اور امید ہے کہ بہت جلد اور حصے بھی شائع ہوں گے۔  
اگر خدا تعالیٰ کی مرضی ہوئی \*

حسن نظامی دہلوی۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء

محبوب المطابع پرنٹنگ پریس دہلی







